

حیات و آثار

حضرت میاں محمد عمر چمکنی رحمۃ اللہ علیہ

تحقیق و تالیف

ڈاکٹر محمد حنیف

چیئرمین شعبہ دینیات، اسلامیہ کالج پشاور

ناشر

صفہ اکیڈمی ۔ محلہ جنگی قصہ خوانی پشاور

فون ۲۱۴۴۵۴

حیات و آثار

حضرت میاں محمد عمر چمکنی رحمۃ اللہ علیہ

تحقیق و تالیف

ڈاکٹر محمد حنیف

چیئرمین شعبۂ دینیات، اسلامیہ کالج پشاور

ناشر

صفہ اکیڈمی ۰ محلہ جنگی قصہ خوانی پشاور

فون ۲۱۴۴۵۴

فہرست مضامین

یہ کتابچہ ڈاکٹر محمد حنیف، چیئرمین شعبۂ دینیات، اسلامیہ کالج پشاور کے پی۔ایچ۔ڈی مقالہ "حیات و آثارِ حضرت میاں محمد عمر چمکنی رحمۃ اللہ علیہ" کے بعض چیدہ چیدہ مضامین کی تلخیص پر مبنی ہے۔ اصل مقالہ گیارہ ابواب اور کل ۵۷۳ صفحات پر مشتمل ہے۔ موضوع چونکہ گیارہویں اور بارہویں صدی ہجری کے ساتھ متعلق ہے لہٰذا مقالے میں برصغیر ہند و پاک میں اُس دور کے مذہبی، سیاسی اور علمی حالات کا احاطہ کیا گیا ہے اور تحقیقی انداز میں اُس وقت کے ماحول کی مفصل تصویر کشی کی گئی ہے۔

یہ کتاب سلوک و تصوف کے شائقین کے علاوہ اپنے اسلاف کی تاریخ اور مذہبی، سیاسی اور علمی خدمات پر تحقیق کرنے والے حضرات کے لئے گراں قدر معلومات کا خزینہ ہے۔

اِس کی کتابت ہو چکی ہے۔ مالی وسائل مہیا ہونے پر یہ کتاب انشاء اللہ تعالیٰ شائع کر دی جائے گی۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

(ادارہ)

حیات و آثار

حضرت میاں محمدؐ عمرُ چمکنی رحمۃ اللہ علیہ

برّصغیر پاک و ہند کی تاریخ شاہد ہے کہ دُنیا کے دیگر ممالک کی طرح یہاں بھی دینِ اسلام کی اشاعت و حفاظت کا سہرا علماء و مشائخ کے سر ہے۔ انہوں نے نہ صرف یہ کہ ملک کے گوشے گوشے میں رُشد و ہدایت کے چراغ روشن کئے بلکہ ہر دور میں قیادت بھی انہی حضرات نے فراہم کی۔ اور جب بھی یہاں حمایتِ اسلام کی کوئی تحریک اُٹھی تو اس کی پُشت پر انہی بوریا نشین حضرات کا سوز درون کارفرما رہا اور جب کبھی گلشنِ اسلام کو تاراج کرنے کی کوشش کی گئی تو یہی بندگانِ خدا سینہ سپر ہو کر سامنے آئے اور اندرونی اور بیرونی فتنوں کو دبا کر گلشنِ اسلام کی تازگی کو برقرار رکھا۔(۱)

پختونخوا کی تاریخ میں مذہبی اور علمی اعتبار سے حضرت اخوند درویزہؒ (المتوفی ۱۰۴۸ھ/ ۱۶۳۸ء) خوشحال خان خٹک (المتوفی ۱۱۰۱ھ/ ۱۶۸۹ء)

---

(۱) ملاحظہ ہو: ماہنامہ الرّشید (دارالعلوم دیوبند نمبر) فروری مارچ ۱۹۷۶ء مقالہ تحفظ و احیائے اسلام کی عالمگیر تحریک از حضرت مولانا مفتی محمود مرحوم و مغفور ص ۴۵۸ - ۴۶۹، رودِ کوثر از شیخ محمد اکرام طبع ثانی ص ۱۲۶ - ۱۲۷ پولیٹیکل لیڈرشپ اِمنگ سوات پٹھانز (انگریزی) پی ایچ ڈی مقالہ از فریڈرٹ بارتھ، لندن ۷۲-۱۹۷۰ء

اور حضرت میاں محمد عمر چمکنی (المتوفی ۱۱۹۰ھ / ۱۷۷۶ء) کے خاندان کو زیادہ شہرت حاصل ہے۔ ان میں سے ہر ایک نے اپنے نقطۂ نظر اور دائرہ کار کے اندر نمایاں کام انجام دیئے۔ مگر حضرت میاں صاحب چمکنیؒ کا طرۂ امتیاز یہ ہے کہ زندگی کے کسی خاص شعبے کے ساتھ اپنے آپ کو محدود نہیں رکھا بلکہ مذہب، سیاست، علم و ادب اور رفاہِ عامہ ہر میدان میں نمایاں کردار ادا کیا۔

اللہ تعالیٰ نے بارھویں صدی ہجری میں دینِ متین کی خدمت کیلئے سرزمینِ ہند میں جس طرح ولی اللٰہی خاندان کو منتخب فرمایا تھا اِس طرح یہ کام سرزمینِ سرحد میں حضرت میاں صاحب چمکنیؒ کے خاندان کے حصّے میں آیا۔

اس دور میں خادمِ دین کی حیثیت سے یہاں جن بزرگوں کا نام لیا جا سکتا ہے ان میں سے حضرت میاں صاحب چمکنیؒ بہت اہم اور نمایاں حیثیت کے مالک ہیں۔

آپ کا نام محمد عمر والد بزرگوار کا نام ابراھیم اور دادا کا نام کلا خانؒ تھا۔(۱) پشاور شہر سے مشرق کی جانب سات میل دور واقع ایک گاؤں "چمکنی" میں سکونت کی مناسبت سے "میاں صاحب چمکنی" کے نام سے مشہور تھے۔

آپ نسباً افغانی(۲)، مولداً فریدآبادی(۳)، مسکناً پشاوری(۴)، مذہباً حنفی(۵)،

(۱) شمس الھدیٰ (قلمی۔عربی) از میاں محمد عمر چمکنیؒ ۱۱۸۳ھ ورق ۱۷ کتب خانہ اسلامیہ کالج پشاور، توضیح المعانی (قلمی۔ پشتو منظوم) از میاں محمد عمر چمکنیؒ ورق ۶ کتب خانہ مولانا فضل صمدانی (مرحوم) بھانہ ماڑی پشاور شہر

(۲) المعالی (قلمی۔فارسی) از میاں محمد عمر چمکنیؒ ۱۱۵۸ھ ورق ۱۲ کتب خانہ بھانہ ماڑی پشاور، توضیح المعانی ورق ۶-۷

(۳،۴) توضیح المعانی ورق ۵-۶ (۵) توضیح المعانی ورق ۱۰

طریقۃً نقشبندی (۱) ، استفادۃً اویسی (۲) اور مشرباً محمّدی (۳) تھے اور صوبہ سرحد کے شمال میں واقع قبائلی علاقہ "باجوڑ" میں آباد سٹر بنی افغانوں کی "شیخی خیل" شاخ کے مشہور قبیلہ "ترکانی" کی "ایسوزئی" شاخ کے موسٰی خیل خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ (۴)

---

(۱) توضیح المعانی ورق ۱۰

(۲) توضیح المعانی ورق ۱۱ ــــ طریقہ اویسیہ حضرت اویس قرنی (المتوفی ۳۷ھ) کی جانب منسوب ہے کیونکہ انہوں نے غائبانہ طور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پر فتوح سے فیض حاصل کیا تھا۔ اِس بناء پر اویسی کی دو طرح سے تعبیر ہوتی ہے، ایک یہ کہ کوئی ولی اللہ براہ راست حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض حاصل کرے یا یہ کہ کوئی ولی کسی دوسرے ولی کی روح سے غائبانہ طور پر فیضیاب ہوجائے۔ دونوں صُورتوں میں ایسے بزرگ کو تصوّف کی اصطلاح میں اویسی کہتے ہیں۔

طریقت کے مشائخ کبّار فرماتے ہیں کہ اویسی اولیائے کرام کو ظاہر میں کسی پیر کی حاجت نہیں ہوتی۔ کیونکہ ان کو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم یا اولیاء حق میں سے کسی دوسرے ولی کی روح اپنے آغوشِ عنایت میں پرورش دیتی ہے اور یہ بہت اعلیٰ و ارفع مقام ہے۔ (ملاحظہ ہو : الفج العمیق۔ (قلمی - فارسی و عربی) - از مولانا شیر محمد بشاوریؒ شاگرد حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ ورق ۲۴۹ کتب خانہ ریکارڈ آفس پشاور، ہمعات از حضرت شاہ ولی اللہؒ ہمعہ ۱۱،

نفحات الانس از مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ (اُردو ترجمہ از حافظ سید احمد علی چشتی) مطبوعہ تعلیمی پرنٹنگ پریس لاہور ۱۹۵۵ء ص ۱۹)

(۳) المعانی ورق ۱۲ ــــ صوفیائے کرام کے نزدیک اقسام ولایت میں سے ایک قسم ولایتِ محمّدی ہے جو فناءِ لطیفۂ اخفیٰ سے عبارت ہے جو سالک لطیفۂ اخفاء کی ولایت کی راہ سے واصل ہوتا ہے اُسے محمّدی المشرب کہتے ہیں۔ محمدی المشربیت =

حدود ۱۰۸۴ھ / ۱۶۷۳ء کو صفر المظفر[1] کے مہینے میں جمعۃ المبارک کی صبح کو[2] لاہور میں[3] دریائے راوی کے کنارے آباد بھٹی قبیلہ کے قدیم موروثی شہر[4] فرید آباد میں تولد ہوئے۔[5]

باجوڑ سے حضرت کلا خانؒ کی ہجرت اور لاہور میں ورود

آپ کے دادا حضرت کلا خانؒ اپنے دور کے مشہور بزرگ[6] اور قبائلی سردار تھے۔[7] اس وقت اس پورے خطے میں کوئی منظم حکومت قائم نہ تھی۔ آئے دن انقلابی اور قبائلی کشمکش

= سارے مراتب کا جامع اور نہایت عالی مقام ہے اور اس مقام پر فائز سالک متخلق باخلاق اللہ ہوتا ہے (ملاحظہ ہو حالات مشائخ نقشبندیہ از محمد حسن نقشبندی مطبوعہ احسن المطابع مراد آباد ۱۳۲۲ھ ص ۵۳۱، ہدایت السالکین از ابو سعید (خلیفۂ حضرت مجدد الف ثانیؒ) طبع لاہور ۱۹۱۲ء ص ۲۴)

(۴) شمس الہدیٰ ورق ۱۷، نورالبیان (قلمی۔ پشتو منظوم) از شیخ نور محمد ۱۱۹۸ھ ورق ۵۴ کتب خانہ صاحبزادہ عبدالشکور موضع ملا منصور اٹک۔ روحانی تڑون از عبدالحکیم اثر مطبوعہ منظور عام پریس پشاور ۱۹۶۵ء ص ۷۵۷۔

---

(۱) روحانی تڑون ص ۷۵۵

(۲) نورالبیان ورق ۱۲۔

(۳) نورالبیان ورق ۱۹، رسالۂ شجرۂ نسب (قلمی۔ پشتو منظوم) از صاحبزادہ احمدیؒ بن حضرت میاں صاحب چمکنیؒ ۱۲۲۳ھ ورق ۶۔

(۴) تاریخ پنجاب (قلمی۔ فارسی) از آقائے شاہ علوی ورق ۲۵ کتب خانہ پنجاب یونیورسٹی، لاہور (۵) رسالۂ شجرۂ نسب ورق ۷ (۶) توضیح المعانی ورق ۱۰، رسالۂ شجرۂ نسب ورق ۶ (۷) روحانی تڑون ص ۷۵۸۔

کی وجہ سے ہر جگہ افراتفری اور بدامنی کا دور دورہ تھا۔ سیاسی فضا انتہائی مکدّر تھی اور کسی کو سکون میسّر نہ تھا۔ حضرت کلاخانؒ اِس انتشار و فساد کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے چنانچہ انہوں نے یہاں کے حالات سے بد دل ہو کر گوشۂ عافیت کی تلاش میں ہندوستان کا رُخ کیا[1]۔ جب آپ لاہور پہنچے تو علماء و فقراء کے قدردان شہنشاہ شاہجہان[2] (المتوفی ۱۰۷۶ھ / ۱۶۶۵ء) کو ان کی آمد کی اطلاع ہوئی۔ نہایت عقیدت و احترام سے ان کا خیر مقدم کیا۔ بڑی خاطر مدارات کی، شاہانہ عنایات سے نوازا اور فرید آباد بطور جاگیر عنایت کیا۔ حضرت کلاخانؒ نے وہیں پر سکونت اختیار کرلی اور سکون و اطمینان اور عزّت و وقار کے ساتھ ایامِ زندگی بسر کرنے لگے۔[3]

لاہور میں بہت جلد ان کی بزرگی کا چرچا ہوا۔ عوام و خواص ان کی درگاہ پر عقیدت مندانہ حاضری دینے لگے۔ ان کی ولایت اور علم و عرفان کی اتنی شہرت ہوئی کہ تاجدارِ ہند شاہجہان اور ولیعہد داراشکوہ بھی ان کے حلقۂ معتقدین میں شامل ہو گئے۔[4]

یہاں سکونت کے دوران جناب کلاخانؒ حسینی سیّد حضرت محمد گیسو درازؒ کے خاندان کی[5] ایک پاکدامن اور عفت مآب خاتونؒ[6] کے ساتھ رشتۂ ازدواج

(۱) رسالۂ شجرہ نسب ورق ۳، توضیح المعانی ورق ۵۔
(۲) رودِ کوثر ص ۲۴۷۔
(۳) توضیح المعانی ورق ۵، شجرہ نسب ورق ۳۔
(۴) رسالۂ شجرہ نسب ورق ۶۔
(۵) المعانی ورق ۱۲، رسالہ شجرۂ نسب ورق ۶
(۶) رسالۂ شجرہ نسب ورق ۷۔

میں منسلک ہوگئے جن کے ہاں بعد میں حضرت میاں صاحب چمکنیؒ کے والد بزرگوار حضرت ابراہیم خانؒ پیدا ہوئے۔[۱]

سفر باجوڑ اور حضرت کلاخانؒ کی شہادت

حدود ۱۰۶۶ھ/۱۶۵۵ء میں[۲] اپنے اہلِ قبیلہ کے ساتھ ملاقات کی غرض سے حضرت کلاخانؒ اپنے وطن مالوف (باجوڑ) کی جانب روانہ ہوئے، مگر جب علاقۂ یوسفزئی میں پہنچے تو (بُنیر کے انتہائی جنوب میں واقع متدنٹر قبیلہ کے) کلان نامی گاؤں کے قریب ان کو شہید کر دیا گیا۔[۳]

ابراہیم خانؒ اس سفر میں اپنے والد ماجد کے ہمراہ تھے کہ دورانِ سفر یہ المناک واقعہ پیش آیا۔ جناب کلاخانؒ کو وہیں پر دفن کیا گیا۔ ابراہیم خانؒ باجوڑ میں چند دن قیام کے بعد اپنے اعزّۃ و اقارب کے پاس واپس فرید آباد تشریف لے گئے۔[۴]

کارخانۂ قدرت کی کرشمہ سازی دیکھیئے! ان دنوں پشاور میں ایسا زبردست قحط پڑ گیا جس نے بڑے بڑے متموّل اور صاحبِ جائداد لوگوں کو بھی ترکِ وطن کرنے پر مجبور کر دیا۔ ان تارکینِ وطن میں سے ایک

---

(۱) رسالۂ شجرۂ نسب ورق ۶۔ توضیح المعانی ورق ۵-۶

(۲) روحانی ترڑون ص ۵۹۷

(۳) توضیح المعانی ورق ۵، ۶۔

(۴) توضیح المعانی ۵-۶۔

صاحب سعید خان چُغہ خیل بھی تھے جو اپنے گاؤں "چمکنی" سے جاکر فرید آباد میں قیام پذیر ہوئے ۔ وہاں قیام کے دوران ابراہیم خانؒ کے ساتھ اُن کے تعلقات استوار ہوئے جس کے نتیجے میں اپنی صاحبزادی سے ابراہیم خانؒ کا نکاح کر دیا ۔ (۱)

ابراہیم خانؒ کی وفات اور حضرت میاں صاحب چمکنی کی پشاور میں آمد

حضرت ابراہیم خانؒ اہل السنۃ والجماعۃ کے پیروکار عالم (۲)، صاحب کمال صوفی (۳) اور نجیب الطرفین بزرگ تھے ۔ (۴) آپ کا سایۂ شفقت دیر تک قائم نہ رہ سکا ۔ چنانچہ ابھی حضرت میاں صاحب چمکنیؒ اور آپ کے دوسرے دو بھائی (محمد موسیٰؒ اور محمد عیسیٰؒ) صغیر السن تھے کہ ابراہیم خانؒ فرید آباد میں انتقال کر گئے ۔ (۵) اس وقت سعید خان واپس پشاور آچکے تھے ۔ لہٰذا جب اپنے داماد ابراہیم خانؒ کی وفات کی خبر ملی تو فوراً فرید آباد جاکر اپنی صاحبزادی ، نواسوں اور دیگر لواحقین کو چمکنی لے آئے ۔ (۶) جس کے بعد حضرت میاں صاحبؒ یہاں پر مستقل طور پر آباد ہوئے ۔

---

(۱) توضیح المعانی ورق ۶ (۲) شمس الہدیٰ ورق ۱۷ (۳) رسالۂ شجرہ نسب ورق ۶ ، توضیح المعانی ورق ۱۰ ، نور البیان ورق ۴۵ (۴) رسالۂ شجرہ نسب ورق ۶

(۵) توضیح المعانی ورق ۵ ، ۶ ، رسالۂ شجرہ نسب ورق ۷ ۔

(۶) توضیح المعانی ورق ۶ ، رسالۂ شجرہ نسب ورق ۷ ۔

اکتسابِ علم اور سلوک و طریقت

آپ سات آٹھ برس کی عمر میں فرید آباد میں سکونت رکھتے تھے۔[(1)]

جہاں پر آپ نے صرف اکیسویں پارے تک قرآن کریم پڑھنے کا ذکر کیا ہے۔[(2)] والد کی وفات کے بعد چمکنی میں قیام پذیر ہوئے چونکہ ابتداء ہی سے سلوک و طریقت کا شوق غالب تھا[(3)] اس لئے اپنا بیشتر وقت علماء و صلحاء کی صحبت میں گزار کر تزکیہ نفس کی سعی فرماتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ مروجہ طریقے پر علومِ متداولہ کی تحصیل نہ کر سکے ۔ اپنی کتاب "المعالی" کے مقدمہ میں اس حقیقت پر روشنی ڈالتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ :

علومِ ظاہری کی تحصیل کے لئے فرصت اس لئے میسّر نہ ہوئی کہ اہل السنۃ والجماعۃ کے اس دعاگو نے اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے اپنی عمر گرانمایہ سیر الی اللہ ، سیر مع اللہ ، سیر فی اللہ اور سیر من اللہ میں گزاری اور خدا کا ہزار بار شکر ہے کہ اس کی عطائے غیر مجذوذ کی بدولت توحید شہودی کی دولت عظمیٰ نصیب ہوئی جس کے بعد خداوند تعالیٰ کے سرِّ مکتوم کے چشمہ سے علوم کے وہ سمندر ظاہر ہوئے کہ دیکھ کر انسان دنگ رہ جاتا ہے ۔ قلم ان کو قیدِ تحریر میں لانے سے قاصر ہے اور دُعاگو نہیں جانتا کہ اس نعمتِ عظمیٰ

---

(۱) نور البیان ورق ۴۶

(۲) مقدمۂ المعالی ورق ۱۲

(۳) توضیح المعانی ص ۲۲ ، رسالہ شجرۂ نسب ص ۷ ۔

کا شکر کس طرح ادا کرے ۔ (۱)

---

(۱) مقدمۂ المعالی ورق ۱۲ — جب اللہ کے ذکر کی مواظبت اور ریاضات و مجاہدات کی کثرت سے ظلماتِ نفسانیہ و کدورتِ طبعیہ کا ازالہ ہو جاتا ہے اور قلب و روح کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک نسبتِ خاصہ و تعلّقِ مخصوص پیدا ہو جاتا ہے ۔ اُس وقت قلب پر بلا واسطۂ اسبابِ ظاہری تحصیل و سماع وغیرہ کے کچھ اسرار و علوم شریفہ کا ورود و القاء ہونے لگتا ہے ۔ اس علم کو "علمِ لدنی"، اور "علم وہبی" کہتے ہیں (التکشف از مولانا تھانویؒ مطبوعہ دہلی ۱۳۲۷ھ ص ۳۲۸، ۳۲۹، ۴۴۶) اس علم کو "علم باطن" بھی کہتے ہیں اور قرآن و حدیث دونوں سے اس کا اثبات ہوتا ہے ۔ حضرت مولانا تھانویؒ "وَعَلَّمْنَاہُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ط" کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ :

یہ تعلیم ممکن ہے کہ بواسطۂ وحی یا بواسطۂ الہام اور یہ الہام انبیاء اور غیر انبیاء سب کو ہوتا ہے اور یہ آیت اصل ہے اِثبات "علم لدنی" میں (بیان القرآن سورۂ کہف (۱۸) : ۶۵ ایضاً ملاحظہ ہو رُوح المعانی سورہ الکہف آیت ۶۵)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : کہ جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ زہد فی الدنیا اور قلّتِ کلام اس کو عنایت ہوا ہے تو اس سے نزدیک رہا کرو کیونکہ اس کو حکمت یعنی اسرار وہبیہ کی تعلیم و تلقین من جانب اللہ ہوا کرتی ہے"۔

حضرت مولانا تھانویؒ اِس حدیث کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ اس حدیث سے علم اسرارِ غیر منقولہ کا اثبات ہوتا ہے اور اس کو "علم لدنی" کہتے ہیں جس کا عطا ہونا اہل اللہ کو بکثرت و بہ تواتر منقول ہے (التکشف ص ۴۴۶)۔

علم لدنی کے حصول میں اسباب ظاہری کا کچھ دخل نہیں ہوتا بلکہ صرف خدا کے فضل و احسان اور مشیت پر اس کا انحصار ہوتا ہے ۔ حضرت خواجہ عبید اللہ احرارؒ (المتوفی ۸۹۵ھ) فرماتے ہیں کہ :

علم لدنّی وہ علم ہے جو کسب و عمل پر منحصر نہ ہو بلکہ بلا کسب و عمل اللہ تعالیٰ اپنے بندے ـــ

حضرت شیخ سعدی لاہوریؒ کے ساتھ ربط و تعلق :-

حضرت میاں صاحب چمکنیؒ نے جن حضرات سے روحانی فیض حاصل کیا ان میں سے

=== کو اپنی عنایت بے غایت سے اس علم سے مشرف فرماتا ہے جیسا کہ فرمایا :

وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ؕ

(رشحات عین الحیاۃ (قلمی) از واعظ کاشفیؒ ص ۲۶۷ کتب خانہ اسلامیہ کالج پشاور)

حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے شاگرد مولانا شیر محمد پشاوریؒ لکھتے ہیں کہ :

علمِ لدنی وہ علم ہے جو عقلی دلائل اور نقلی شواہد کے بغیر صرف تعلیم و تفہیم الٰہی کے ذریعے اہل اللہ کو حاصل ہوتا ہے ۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت خضر علیہ السّلام کے بارے میں فرمایا کہ ہم نے اس کو اپنی طرف سے علم خاص عطا فرمایا ۔ (الفتح العمیق ورق ۵۱۲)

اس کی ایک نمایاں مثال شیخ ابن العربیؒ کی ذات گرامی ہے جس کے قلب و ذہن کو خداوند تعالیٰ نے اس علمِ خاص کے انوار سے منوّر فرمایا تھا ۔ شیخ عبدالوہاب شعرانیؒ ان کا بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :

وہ ابتداء میں کسی عرب بادشاہ کے ہاں میر منشی تھے پھر اچانک ایک واقعہ ایسا رونما ہوا جس کے نتیجے میں وہ صحرا کی جانب چل پڑے ایک پُرانی قبر میں اتر گئے ۔ کچھ مدّت کے بعد قبر سے نکل آئے اور یہی علوم بیان کرتے تھے جو ان سے منقول ہیں ۔

(الیواقیت والجواہر فی بیان عقائد الاکابر (قلمی) از شیخ عبدالوہاب شعرانیؒ ، ورق ۶ کتب خانہ اسلامیہ کالج پشاور)

شیخ صلاح الدین فرمایا کرتے تھے کہ :

من اراد اَن ینظر الیٰ کلام اھل العلوم اللّدنیۃ فلینظر فی کتب الشیخ ابن العربی (الیواقیت والجواھر ورق ۸)

جو شخص اصحاب علوم لدنیہ کا کلام دیکھنا چاہے تو اسے چاہیے کہ شیخ ابن العربیؒ کی کتابوں کا مطالعہ کرے ۔ ===

حضرت شیخ سعدی لاہوریؒ (المتوفی ۱۱۰۸ھ / ۱۶۹۶ء) اور سراعظم مولانا شیخ محمد یحییٰؒ (المعروف بہ حضرت جی اٹک ۔ المتوفی حدود ۱۱۲۶ھ / ۱۷۱۴ء) کے اسماءِ گرامی خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں ۔ آپ کا ابتداء ہی سے حضرت سعدیؒ کے ساتھ روحانی رابطہ قائم تھا ۔ خود فرماتے ہیں کہ ایک دن کتاب "رشحات عین الحیاۃ" (۱) میرے ہاتھ میں تھی اور میں خواجہ عبیداللہ احرارؒ (المتوفی ۸۹۵ھ) کے احوال و خوارق کے مطالعہ میں مشغول تھا کہ اچانک غیبت (۲) کی حالت طاری ہوگئی ۔ اس حالتِ غیبت میں میں نے دیکھا کہ خواجہ موصوف دو اور آدمیوں کے ساتھ ایک جگہ تشریف فرما ہیں ۔ مجھے دیکھ کر اٹھے اور بے حد پیار و محبت کا اظہار کیا ۔ اس دوران ان دو ساتھیوں میں سے ایک نے حضرت خواجہ عبیداللہؒ سے مخاطب ہوکر کہا کہ:

ایں جوان را مرید خود کنید : اِس جوان کو اپنا مرید بنائیے

= غرضیکہ "علم لدنی" حق ہے اور اس سے انکار کرنا درست نہیں ہے ۔ حضرت مولانا تھانویؒ منکرین "علمِ لدنی" پر رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ :

اہلِ تقشف بے سمجھے بوجھے انکار کرکے اس شعر کا مصداق بنتے ہیں :

وَكَمْ مِنْ عائبٍ قَوْلاً صَحِيحًا وَآفته من الفهم السقيم

یعنی اکثر ایک عیب جو درست بات میں عیب نکالتا ہے اور اس کی یہ مصیبت و آفت اس کی فہمِ سقیم کی وجہ سے ہوتی ہے ۔ (التکشف ص ۳۲۸ ۔ ۳۲۹)

---

(۱) رشحات (فارسی) علی بن حسین واعظ کاشفیؒ (المتوفی ۹۳۹ھ) کی تالیف ہے ۔ اس کا سنِ تالیف ۹۰۹ھ ہے ۔ یہ کتاب خواجہ عبیداللہ احرارؒ کے مناقب و ملفوظات پر مشتمل ہے جس کے ضمن میں دوسرے خواجگان نقشبندیہ کے حالات بھی درج ہیں ۔

(۲) کسی وارِدِ غیبی کے غلبہ و ہجوم سے حواسِ بشریہ کا معطّل ہونا اصلاحِ تصوّف میں =

حضرت خواجہ نے جواب میں فرمایا کہ :

این مرید شیخ سعدی است اینجا دست تصرف ما کوتاہ است	یہ شیخ سعدیؒ کا مرید ہے اور ہم یہاں دخل دینے سے قاصر ہیں ۔

حضرت سعدی لاہوریؒ جب پہلی بار ۱۰۹۹ھ / ۱۶۸۷ء میں پشاور تشریف لائے تو آپ نے پہلی بار اُن کی خدمت میں عقیدتمندانہ حاضری دی[1] اس کے بعد وقتاً فوقتاً ان کی صحبتوں سے استفادہ کرتے رہے ۔[2] حضرت سعدیؒ بھی آپ کے ساتھ نہایت پیار و محبت سے پیش آتے اور آپ کو اپنے سینۂ بے کینہ بے پایان عنایات و نوازشات سے بھرہ مند فرمایا تھا ۔[3]

مولانا شیخ محمد یحیٰی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت ہونا

۱۱۰۸ھ میں حضرت شیخ سعدی لاہوریؒ کا وصال ہوگیا تو آپ ان کے جلیل القدر خلیفہ شیخ محمد یحیٰیؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے ۔ جب حدود ۱۱۲۶ھ میں آپ کے پیر و مرشد نے وفات

= غیبت و محو کہلاتا ہے در رسالہ قشیریہ از ابوالقاسم قشیری مطبوعہ ادارۂ تحقیقات اسلامی اسلام آباد اشاعت اول ۱۹۷۰ء ص ۱۲۵ - ۱۲۶ ، والتکشف ص ۴۹۸ ، ۵۰۸ ، ۶۵۹)

(۲) ظواہر السرائر (قلمی - فارسی) از میاں محمد عمر چمکنیؒ ۱۱۱۲ھ ص ۲۴۱ -

---

(۱) ظواہر ص ۵۰۲ ، ۵۰۴ ، ۵۰۷ ، ۶۹۲

(۲) ظواہر ص ۱۸، ۱۷ ، توضیح المعانی ص ۲۰ - ۲۲

(۳) ظواہر ص ۶۳۹ ، توضیح المعانی ص ۲۰ - ۲۲

پائی تو اس کے بعد آپ جمکنی میں مسندِ ارشاد وہدایت پر جلوہ افروز ہوئے اور تا دمِ آخر دعوت وتبلیغ اور اصلاح وارشاد میں مصروف رہے۔

عبادت وریاضت اور زہد وتقویٰ

حضرت میاں صاحبؒ ایک شب زندہ دار زاہد وعابد اور مرتاض ومتقی بزرگ تھے۔(۱) دن کے وقت آپ مخلوقِ خدا کے ارشاد وہدایت میں مصروف رہتے اور رات کا اندھیرا چھا جاتا تو " وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا " کے مصداق ساری رات خدا کے ساتھ راز ونیاز میں گزارتے۔ آپ کا زمین دوز عبادت خانہ آج تک موجود ہے جو آپ کی ریاضت وعبادت اور زہد وتقویٰ پر زبانِ حال سے گواہی دے رہا ہے۔

حُبِ دنیا سے اجتناب اور قناعت واستغناء

خداوند تعالیٰ نے آپ کو نہ صرف علم وعرفان کی دولت سے مالا مال فرمایا تھا بلکہ بے حساب دنیاوی مال ومنال بھی عطا فرمایا تھا اس کے باوجود آپ کا دل ہمیشہ دنیا کی محبّت سے خالی رہا خود دنیا سے کنارہ کش رہتے اور دوسروں کو بھی حُبِ دنیا سے احتراز کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔(۲) آپ کہا کرتے تھے کہ نہ تو میں نے کبھی خدا سے دنیا طلب کی ہے اور نہ کبھی دل میں اس کی تمنّا رہی۔(۳)

---

(۱) نور البیان ورق ۲۲، ۷۸ معرفت از محمّد عباس قادریہ، طبع پشاور ص ۱۱۳ - ۱۱۴

(۲) نور البیان ورق ۴۱، ۵۰

(۳) مناقب از مسعود گل ص ۹۹

تکبّر و انانیت سے گریز

آپ کی زندگی فقیرانہ اور متوکّلانہ تھی۔ فرمایا کرتے تھے کہ تکبّر و انانیت مؤمن کی شانِ توکّل کے خلاف اور خداوند تعالیٰ کے غیظ و غضب کا موجب ہے۔ خود بینی و خود نمائی سے احتراز اور تسلیم و رضا کی تاکید کرتے ہوئے اپنی کتاب "المعالی" میں لکھتے ہیں کہ[1]:

نفس پروری، خود پرستی اور خود نمائی سے نکل کر پوری اُمید کے ساتھ خداوند تعالیٰ پر توکّل کرو کیونکہ یہی حق پرستوں کی شایانِ شان ہے اور یہی ان کا شیوہ ہے اور حضرت حق جل شانہٗ کی ذات پر بھی تکیہ و توکّل تیرے دونوں جہانوں کے امور کیلئے کافی ہے وَمَنۡ یَّتَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰہِ فَهُوَ حَسۡبُهٗ۔

اتباعِ سنّت اور عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلّم

حضرت میاں صاحب چمکنیؒ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کے سچے عاشق تھے۔[2] اور آپ کی ذات اقدس کے ساتھ والہانہ عقیدت رکھتے تھے اور آپؐ کے اتباع و محبت میں جان و مال سب کچھ نثار کرنا انتہائی سعادت مندی سمجھتے تھے۔ فرماتے ہیں کہ:

انسان کو چاہیئے کہ وہ محبت میں ایسا مستغرق ہو کہ اتباع پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم میں سب کچھ نثار کر کے پروانہ وار جان کی بازی لگانے کیلئے ہر وقت تیار رہے۔ (۳)

---

(۱) ملاحظہ ہو المعالی ورق ۳۹ - ۴۰

(۲) مناقب از مولانا دادین ورق ۲۷

(۳) المعالی ورق ۲۱۷

آپ فرماتے ہیں کہ رضائے الٰہی کے حصول کی راہ میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ومحبت کو اصل الاصول کی حیثیت حاصل ہے (۱) اور تمام امور میں قولاً، فعلاً، حالاً اور عرفاناً متابعتِ رسولؐ لازمی ہے۔ یہی مشربِ سلیم اور خداوند تعالیٰ کے قرب کا اصل ذریعہ ہے۔ (۲)

جود وسخا اور تواضع وخاکساری

آپ سلوک وطریقت میں حضرت خواجہ عبید اللہ احرارؒ سے زیادہ متأثر تھے۔(۳) لہٰذا سخاوت وفیاضی میں بھی انہی کے نقشِ قدم پر گامزن رہے۔ آپ بڑے سخی الطبع اور دریادل بزرگ تھے۔(۴) صبح وشام ہزاروں کی تعداد میں لوگ آپ کے گرد جمع رہتے اور آپ کے لنگرخانہ سے انواع واقسام کے طعام سے ان کی تواضع کی جاتی تھی۔(۵) آپ کی سخاوت کا قابلِ ذکر پہلو یہ ہے کہ مہمانوں کی تعداد میں جتنا اضافہ ہوتا تھا آپ اتنا ہی زیادہ خوش وخرم نظر آتے تھے۔ حد درجہ بے تکلف، متواضع اور خاکسار تھے اور جب کھانے کا وقت آتا تو باوجود اتنی عظمتِ شان کے بہ نفسِ نفیس کھڑے ہوکر بلا ناغہ تقسیمِ طعام کی نگرانی فرمایا کرتے تھے۔ (۶)

شانِ بے نیازی

آپ ایک بے نیاز اور مستغنی المزاج انسان تھے۔ مذہبی معاملات میں شاہانِ وقت کی بھی پرواہ نہ کرتے تھے۔

---

(۱) شمس الہدیٰ ورق ۳ (۲) المعالی ص ۷۹، ۱۸۳، ۲۸۵

(۳) ظواہر السرائر ص ۵۳۸-۵۴۱ (۴) نورالبیان ورق ۶۷

(۵) نورالبیان ورق ۶۷-۶۸ (۶) نورالبیان ورق ۶۸

امراء وسلاطین کے ساتھ ربط وتعلق قائم تھا مگر جب کبھی اس تعلق کا دین کی راہ میں رکاوٹ بننے یا کسی تعلق دار کی اصلاح کے خلاف واقع ہونے کا ذرّہ بھر بھی احتمال ہوتا تو آپ فی الفور سخت تنبیہ فرماتے تھے۔ ایک بار جب احمد شاہ درانیؒ نے دربار شاہی میں آپ کی حاضری کی خواہش ظاہر کی تو آپ نے نہایت بے نیازی سے یہ جواب اُن کو بھیج دیا کہ :

اِذا جاء الامیر علی باب الفقیر فنعم الامیر

واذا جاء الفقیر علی باب الامیر فبئس الفقیر (۱)

آپ کی صحبت اور نظر والتفات کی تاثیر

اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑی پُرتاثیر نظر عطا فرمائی تھی جس پر مہر کی نگاہ ڈالتے اس کا سینہ انوار واسرار کا خزینہ بن جاتا اور اس کا دل تجلّیاتِ الٰہی سے منوّر ہوکر ذکرِ حق جلّ شانہ' میں مشغول ہوجاتا۔ آپ کی نظر التفات سے دل کی دنیا یکسر بدل جاتی، شکوک وشبہات کے بادل چھٹ جاتے اور غفلت وجہالت کے پردے چاک ہوکر قلب کو بیداری نصیب ہوجاتی۔ آپ اپنی توجّہ سے مخلوقِ خدا کے زنگ آلود قلوب کو ایسا صیقل فرماتے کہ مثل صاف وشفاف آئینہ اس میں نور معرفت کی کرنیں منعکس ہونے لگتیں اور غافل لوگوں کے دلوں کی سرد انگیٹھیوں میں حرارتِ ذکر کی وہ چنگاری سُلگا دیتے جس کی تپش وحرارت سے غیر اللہ کے اثرات سے جل کر خاکستر ہوجاتے تھے۔ (۲)

---

(۱) مناقب از مسعود گل ص ۲۹ (۲) ملاحظہ ہو مناقب از دادین ورق ۸۷، ۱۴۶، نورالبیان ورق ۷۷، ۲۲ مناقب از مسعود گل ص ۱۳۔

جلاسکتی ہے شمعِ کشتہ کو موج نفسان کی
الٰہی کیا چھپا ہوتا ہے اہلِ دل کے سینوں میں
نہ پوچھ اُن خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
یدِ بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں (اقبالؒ)

کشوف و کرامات

کشافِ ازل نے آپ کو اسرار و حقائق کے خزانوں سے وافر حصہ عطا فرمایا تھا۔ (۱) اگرچہ آپ کا اصل کمال کرامت معنوی۔ اتباع شریعت اور خلاف اولیٰ امور سے اجتناب تھا۔ تاہم خداوند تعالیٰ نے تشریف و تکریم کے طور پر آپ کو کراماتِ حسّی سے بھی نوازا تھا۔ آپ کے ہاتھ پر بے شمار عجیب و غریب کرامات کا ظہور ہوا۔ (۲) جن کی وجہ سے آپ اقطارِ عالم میں بہت شہرت رکھتے تھے۔ (۳)

سلوک و تصوّف میں آپ کا مقام

ولایت و عرفان میں آپ کو درجۂ کمال حاصل تھا۔ (۴) آپ کی لِلّٰھیت انتہا کو پہنچی ہوئی تھی اور ایک موحّد روحانی پیشوا اور پیر و مرشد کی حیثیت

---

(۱) مناقب از دادین ص ۴۰، ۱۸۴، نورالبیان ورق ۷۷، ۷۸ منقبات فقیر از شمس الدّین (قلمی) ص ۳۷ کتب خانہ پشتو اکیڈمی پشاور یونیورسٹی۔

(۲) تفصیلات کیلئے ملاحظہ ہوں مناقب از مولانا دادین، مناقب از مسعود گل، نورالبیان از شیخ نور محمد، مناقب از محمد شفیق خٹک۔

(۳) تہذیب الاسلام (عربی) از قاضی عرفان الدین طبع لاہور ۱۳۲۲ھ ص ۱۸۴-۱۸۵۔

(۴) المعالی ورق ۱۲

سے آپ کا مقام بہت اعلیٰ و ارفع تھا۔ (۱)

آپ کا علمی مقام آپ ایک محقق اور متبحرّ عالم تھے اور خداوند رحمٰن و رحیم نے علوم ظاہری و باطنی دونوں سے بہت کچھ عنایت فرمایا تھا۔ (۲)

علمِ تفسیر، حدیث، فقہ، تاریخ اور مذاہب عالم کے علاوہ علم منطق میں آپ کو کافی دسترس حاصل تھی۔ آپ اپنے دور کے ممتاز مناظر تھے۔ خدائے ذوالجلال نے آپ کو بے پناہ جاہ و جلال سے نوازا تھا۔ وقت کے بڑے بڑے فصیح و بلیغ عالم اور مایۂ ناز مناظر بھی آپ کے سامنے ساکت رہتے اور آپ کے تبحرّ علمی کے سامنے اپنی کم علمی کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو جاتے تھے۔ (۳)

سلسلہ رشد و ہدایت مذہبی اور رفاہی خدمات آپ نے دینِ اسلام کی خدمت کو اپنی زندگی کا نصب العین بنایا ہوا تھا۔ ارشاد و ہدایت اور لوگوں کو پند و نصیحت کرنا اپنا فرضِ اولین سمجھتے تھے۔ (۴)

---

(۱) ملاحظہ ہو المعالی ورق ۱۳۱، ۲۳۷، ۲۵۹، ۳۰۹، مناقب از محمد شفیق ورق ۵، مناقب از شیخ نور محمد ورق ۱۵، ۳۸، ۴۸، ۷۷، مناقب از مسعود گل ص ۸، ۹۵، دیوان عبدالعظیم باباؒ طبع پشاور ۱۹۵۶ء ص ۴۷، دیوان حافظ البپوریؒ طبع پشاور ۱۳۶۶ھ ص ۱۷۱، شاہنامہ احمدی (قلمی) ص ۲۳۶، مناقب فقیر ص ۷۳، دیوانِ کاظم خان شیدا (قلمی) ورق ۱۸۰۔

(۲) مناقب از مسعود گل ص ۱۰، نور البیان ورق ۱۴، ۱۵، ۵۲۔

(۳) نور البیان ورق ۱۱، ۱۳، ۱۴، ۴۴، ۴۹، ۵۱ دیباچہ لائق الشمعہ فی تحقیق الجمعہ (قلمی) از صاحبزادہ احمدی ۱۲۰۳ھ کتب خانہ اسلامیہ کالج پشاور۔

(۴) توضیح المعانی ورق ۵۶۔

آپ کے روزمرہ کا معمول یہ تھا کہ بلا ناغہ ظہر کی نماز کے بعد اپنے باغیچہ میں مجلس ارشاد منعقد کرتے (۱) جس میں قرآن وسنّت کا بیان ہوتا۔ رات گئے تک اصلاح و ارشاد کا یہ سلسلہ جاری رہتا۔ دور دور سے طالبانِ حق آتے اور آپ کے بحرِ فیضان سے فیضیاب ہوجاتے تھے(۲)۔ اس کے علاوہ آپ خود بھی دعوت و تبلیغ کی خاطر دور افتادہ علاقوں میں تشریف لے جاتے اور لوگوں کے عقائد و اعمال کی اصلاح فرماتے (۳)

آپ کے آثار شاہد ہیں کہ آپ نے دینِ اسلام کی اشاعت وحفاظت کیلئے ایک منظّم مہم چلائی۔ اسلام دشمن قوتوں کا ہر محاذ پر مقابلہ کیا۔ اپنی روحانی قوت و اثر سے یہاں کے روحانی مُردوں میں رُوح پھونک دی۔ تحریر و تقریر کے ذریعے نفسانی خواہشات کے پجاریوں اور نام نہاد روحانی پیشواؤں کے باطل عقائد سے لوگوں کو آگاہ کیا۔ اس طرح آپ اور آپ کے پیروکاروں کی پیہم اور انتھک جدوجہد کی بدولت اس خطۂ ارض میں دینِ محمّدی صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت ہوئی اور کافی حد تک بدعات اور مروجہ بُری رسومات کا قلع قمع ہوگیا۔

آپ ایک مدبّر اور دور اندیش بزرگ تھے اور معاشرے کی ہر بُرائی پر کڑی نظر رکھے ہوئے تھے۔ آپ نے نہ صرف سلوک و تصوّف کا راستہ بتایا، نہ صرف

---

(۴)، (۵) مناقب میاں صاحب چمکنیؒ (قلمی) از محمد شفیق خٹک، ورق ۳ کتب خانہ ریکارڈ آفس پشاور۔

(۶) مناقب از مسعود گل ص ۱۱، ۱۲، ۱۴، ۴۰، ۴۶، ۵۷، ۵۸، ۸۳، نور البیان ورق ۳۷، مناقب از مولانا دادین ورق ۱۰۴، ۱۰۶، ۱۳۴۔

ایک واعظ و مبلغ کی حیثیت سے اصلاحِ معاشرہ کی کوشش کہ بلکہ اُخروی فوز و فلاح کے ساتھ ساتھ دنیاوی زندگی کے اہم مسائل کو حل کرنے اور رفاہِ عامہ کے کاموں پر بھی خاص توجہ دی۔ (۱)

آپ کی ان مساعی جمیلہ کا اثر ہے کہ آج دو صدیاں گزر جانے کے بعد بھی خلق خدا کی زبان پر آپ کا نام باقی ہے اور انشاءاللہ تاقیامت باقی رہے گا۔

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ ما

حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ اور حضرت میاں محمد عمر چمکنیؒ کا ربط و تعلق

تاریخی حقائق اِس بات کے گواہ ہیں کہ برصغیر پاک و ہند میں حق و باطل کی کشمکش کے دوران اِن اِن دو تاریخ ساز شخصیتوں نے نمایاں اور فیصلہ کن کردار ادا کیا اور اِس پوری تحریک میں اُن کے درمیان بہت قریبی رابطہ قائم رہا۔ دونوں کے درمیان خط و کتابت کا سلسلہ قائم تھا اور حضرت شاہ ولی اللہؒ نے اپنے ایک خط میں آپ کے علمی اور روحانی مراتب کا اعتراف کرتے ہوئے آپ کے ساتھ اپنی انتہائی عقیدت مندی کا اظہار فرمایا ہے۔ (۲)

حضرت شیخ سعدالدین کابلیؒ اور حضرت میاں محمد عمرؒ کا تعلق

حضرت میاں محمد عمر چمکنیؒ اور حضرت شیخ سعدالدین احمد ابرکی الانصاری الکابلی (۱۱۴۰ھ - ۱۲۲۵ھ) کے درمیان گہرے مراسم قائم تھے اور حضرت سعدالدینؒ نے اپنی کتاب

(۱) نورالبیان ورق ۶۸، اولیائے کرام مطبوعہ پاکستان پبلیکیشنز کراچی ۱۹۶۴ء ص ۱۰۶
(۲) حضرت شاہ ولی اللہؒ کے مذکورہ مکتوب کی نقل راقم الحروف کے پاس محفوظ ہے۔

"حقائق المعارف" میں حضرت میاں محمد عمرؒ کے نام فارسی میں ایک منظوم مکتوب نقل کیا ہے ۔ (۱)

سلاطین اور اُمراءِ وقت کے ساتھ روابط و تعلقات

حضرت میاں صاحب چمکنی ایک صاحبِ جلال و صاحب جمال بزرگ تھے ۔ خداوند تعالیٰ نے آپ کو فقیری میں سلطانی عطا فرمائی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے ذی جاہ امراء وسلاطین آپ کی درگاہ میں حاضری دینا اپنے لئے باعثِ فخر سمجھتے تھے ۔ وقت کے جو اُمراء وسردار آپ کی دست بوسی کے لئے چمکنی آئے ان میں سے افغان صوفی منش حکمران حضرت احمد شاہ درانیؒ ، نادر شاہ افشار، تیمور شاہ درانی، احمد شاہ درانیؒ کے سپہ سالار سردار جہان خان خوگیانی، احمد شاہ درانی کے وزیر اعظم شاہ ولی خان درانی، امیر لشکر سردار عبداللہ خان درانی ، ارباب ازاد خان مہمند، جان محمد درانی ، شہباز خان خٹک، سردار فتح خان کمال زئی ، احمد شاہ درانی کے وزیر عدلیہ اخوند فیض اللہ خان ، سردار فیض طلب خان ، ارباب زادہ لشکر خان ، ارباب معز اللہ خان مہمند، نور الدین خان بامی زئی (حاکم کشمیر) ، نصر اللہ خان اورک زئی (رئیس پشاور) اور نور محمد خان خوگیانی (حاکم پشاور) خاص طور پر قابل ذکر ہیں ۔ (۲)

(۱) کیٹلاگ آف پرشین مینوسکرپٹس اِن دی برٹش میوزیم جلد ۲ ص ۱۳۷ ، ۱۸۷۹ء لندن ۔

(۲) شاہانِ وقت اور امراء و حکام سلطنت کے ساتھ روابط و تعلقات رکھنا اصلاح احوال کا ایک مؤثر ذریعہ ہے ۔ صوفیائے کرام میں اس طریق کار کے سب سے پرزور ترجمان طریقۂ نقشبندیہ کے مشائخ رہے ہیں ۔ ان کا مؤقف یہ ہے کہ شریعت کی قوت =

سکھائے فقر کے آداب تونے بادشاہی کو
جلالِ قیصری بخشا جمالِ خانقاہی کو

حضرت میاں محمد عمر چمکنیؒ اور احمد شاہ درّانیؒ کے تعلقات

یہ بات تاریخی شواہد سے ثابت ہے کہ حضرت میاں صاحب چمکنیؒ کے ساتھ ان کا تعلق پیری اور مریدی کا تھا۔ (۱)

اور اس بناء پر احمد شاہ درانیؒ حضرت موصوف کے انتہائی عقیدت مند اور مطیع و فرمانبردار تھے اور آپ کی خدمت گزاری میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھتے تھے۔

ډیر محکم وُ په اخلاص په اعتقاد
په خدمت دَ میاں صاحب وُ ډیر منقاد (۲)

= واشاعت سلاطین وقت کی اعانت و مدد کے بغیر میسر نہیں ہوسکتی (ملاحظہ ہو تشحات ورق ۲۷۴۔۲۸۷۔ تاریخ مشائخ چشت از خلیق احمد نظامی طبع دہلی ۱۹۵۳ء ص ۱۹۱)
خواجہ عبید اللہ احرار فرمایا کرتے تھے کہ:
اگر ہم شیخی (پیری و مریدی) کرتے تو اس زمانے میں کوئی دوسرا شیخ مرید نہ پاتا (یعنی سب کے سب ہمارے مرید بن جاتے) مگر ہم دوسرے کام پر مامور ہیں۔ وہ یہ کہ مسلمانوں کو بادشاہانِ وقت کی وساطت سے ظلم و شر سے محفوظ رکھیں۔ پس ہمیں چاہیئے کہ ان کے ساتھ میل جول رکھیں اور ان کے نفوس کو مسخر کرکے اس طرح مسلمانوں کی مطلب براری کریں۔
(رود کوثر از شیخ محمد اکرام ص ۱۲۷)

---

(۱) نور البیان ورق ۳۹، مناقب میاں صاحب چمکنی از مولانا دادین ورق ۳، مناقب میاں صاحب چمکنیؒ از مولانا مسعود گل ص ۶۸۔

(۲) مناقب از مسعود گل ص ۳

یعنی احمد شاہ باباؒ حضرت میاں صاحب چمکنیؒ کے ساتھ اخلاص و عقیدت میں بہت مضبوط و مستحکم تھے اور خدمت میں بے حد تابعدار و فرمانبردار۔

احمد شاہ باباؒ پشاور کے حدود میں داخل ہوتے تو اولاً آپ کی قیام گاہ پر حاضر ہوکر دولتِ قدمبوسی حاصل کرتے۔

چه به راغے پیښور ته نو به تل
په گلزار دَ چمکنو به وُ بلبل (۱)

یعنی احمد شاہ باباؒ جب پشاور میں تشریف لاتے تو بلبل (عاشق) کی مانند گلزارِ چمکنی میں حاضری دیا کرتے تھے۔

آپ کی خانقاہ کی شہرت اور اثر و رسوخ

حضرت میاں صاحب چمکنیؒ نہایت اہم ممتاز اور پُرکشش شخصیت کے مالک تھے اور اس علاقے کی سیاست اور یہاں کے مسلمانوں کی گرتی ہوئی حالت کو بحال کرنے میں آپ کو بڑا عمل دخل تھا۔ آپ نے اپنے اثر و رسوخ اور شہرت و مقبولیت کی بناء پر تمام مذہبی اور سیاسی معاملات میں بہت اہم اور تاریخی کردار ادا کیا اور آپ کی خانقاہ سلسلۂ خانقاہی نظام کی اہم اور مضبوط کڑی تھی۔ بارھویں صدی ہجری میں سرزمینِ پاک و ہند میں اس کو مرکزی حیثیت حاصل تھی یہاں تک کہ جب احمد شاہ درانیؒ (المتوفی ۱۱۸۶ھ ۱۷۷۲ء) حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ (المتوفی ۱۱۷۶ھ) کی تحریک پر کفارِ ہند کے خلاف لشکرکشی پر آمادہ ہوئے تو اس ساری مہم میں وہ اسی خانقاہ

(۱) مناقب از مسعود گل ص ۳

سے ہدایات اور مدد حاصل کرتے رہے۔[۱] اور یہ ایک حقیقت ہے کہ سیاسی مرکزیت کے نقطۂ نظر سے اس خانقاہ کو ایک "دارالخلافہ" اور علوم وفنون کے نشر واشاعت کے اعتبار سے ایک "دارالعلوم" کی حیثیت حاصل تھی۔ اِس خانقاہ کی ایک اور نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ ۳۲ ہزار جریب سے زیادہ جائداد اس کے اخراجات کیلئے وقف تھی، جس میں سے ۱۲ ہزار نو سو پانچ جریب دو کنال پونے تیرہ مرلے زمین آج بھی محکمۂ اوقاف صوبہ سرحد کے تصرّف میں ہے۔[۲] یہ تمام جائداد آپ کے تصرّف میں تھی مگر اس کی آمدنی ذاتی آسائش اور عیش و عشرت پر نہیں بلکہ مجاہدین کے جنگی ساز وسامان، علماء وطلباء کی ضروریات، غرباء ومساکین کی خوراک وپوشاک، اسلامی مدارس کی کفالت اور طالبانِ راہِ طریقت کی مہمان نوازی پر صرف ہوتی تھی۔[۳]

کفار کے خلاف احمد شاہ درانیؒ کی جنگی مہمات میں آپ کے ممتاز مرید لشکرِ اسلامی کے ہمراہ ہوتے تھے۔[۴] اور پانی پت کی آخری جنگ میں تو آپ کے ساڑھے سترہ

(۱) ملاحظہ ہو مناقب میاں صاحب چمکنیؒ از مولانا مسعود گل حدود ۱۲۱۲ھ ص ۶۴-۶۶، مناقب از مولانا نور محمد قریشی (قلمی) ۱۱۹۸ھ ورق ۳۸-۳۹، تیمور شاہ درانی از عزیز الدین وکیلی اشاعت دوم ج ۲ ص ۶۷۸، تواریخ حافظ رحمت خانی (اردو ترجمہ از روشن خان) ۱۹۷۶ء ص ۳۳۳، احمد شاہ از گنڈا سنگھ ص ۶۸، ننگیالی پښتانۀ از خانمیر ہلالی ص ۱۲۹-۱۳۰، اولیاء کرام ص ۱۰۷،

(۲) ریکارڈ محکمہ اوقاف صوبہ سرحد پشاور، میاں صاحب چمکنیؒ از نصر اللہ خان نصرؔ ۱۹۵۱ء

(۳) نور البیان ورق ۴۱، ۶۸، دَ خوکنو میاں عمر صاحب (میاں صاحب چمکنیؒ) از نصر اللہ خان نصرؔ ۱۹۵۱ء ص ۷-۸، روحانی ترون ۷۸۱-۷۸۳۔

(۴) مناقب میاں صاحب چمکنیؒ (قلمی پشتو منظوم) از مولانا دادین، ۱۲۱۹ھ کتب خانہ مولانا یعقوب مرحوم چمکنی۔

ہزار مرید مجاہدانہ شریک ہوئے۔[1]

وفات آخرکار رجب ۱۱۹۰ھ / ۱۷۷۶ء کو جمعرات کے دن تقریباً سوؔ سال کی عمر میں جان جان آفرین کے سپرد کردی اور اس طرح علم وعرفان کا یہ آفتاب عالمتاب بے شمار بندگانِ خدا کے تاریک سینوں کو منوّر کرتا ہوا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ظاہری آنکھوں سے روپوش ہوگیا۔[2]

اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۝

شیخ آفاق محمّد عمر آن عارف حق

بود چون مرد مکِ دیدہ عزیزِ مردم

او بہ فردوس روان شد ز سرائے فانی

گشت از چشم جہان بین بہ آسانی گُم[3]

تصنیفات وتالیفات خداوند تعالیٰ نے آپ کو نہایت بابرکت زندگی عطا فرمائی تھی۔ اگرچہ عمر کا بشیتر حصہ عبادت و ریاضت، ارشاد وہدایت اور وعظ ونصیحت میں گزارا۔ اس کے باوجود علم وادب کے میدان میں بھی بڑی گران قدر خدمات انجام دیں۔ آپ ایک کثیر التصانیف عالم تھے اور مختلف علوم پر فارسی، عربی اور پشتو نظم ونثر میں بہت سی کتابیں لکھیں۔ آپ کی جو

---

(۱) روحانی تہرون ص ۷۵۵۔

(۲) مناقب میاں صاحب چمکنی از مولانا دادین ورق ۱۶۶۔

(۳) یہ قطعہ تیمور شاہ درانی کے درباری منشی نے حضرت میاں صاحب چمکنی کی وفات کے موقع پر تحریر کیا ہے (ملاحظہ ہو تیمور شاہ درانی از عزیز الدین وکیلی (فارسی) طبع کابل اشاعت دوم ج ۲۔

کتابیں آج کل دستیاب ہیں اُن کا مختصر تعارف حسب ذیل ہے :

المعالی (قلمی) المعالی علامہ علی بن عثمان محمد الاوشی کی مشہور تصنیف قصیدۂ امالی کی شرح ہے۔ اس کا سن تالیف ۱۱۵۸ھ ہے۔

اِس میں آپنے اہل السنۃ والجماعۃ کے عقائد کے بیان کے ساتھ ساتھ نہایت معقول اور مدلّل طریقے پر فرقِ باطلہ کے عقائد کا رد فرمایا ہے۔

یہ کتاب دس ابواب پر منقسم اور کل ۹۳۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ فارسی زبان میں لکھی گئی ہے۔ کتاب کا انداز محققانہ ہے اور آپکے علمی تبحّر، سوزِ درون، احساسات وجذبات، اعتقادات ونظریات اور مذہبی جوش وجذبے کا مکمّل آئینہ دار ہے۔ اس کا ایک نسخہ مولانا فضل صمدانی صاحب مرحوم کے کتب خانہ واقع بھانہ ماڑی پشاور شہر میں محفوظ ہے۔

شمس الہدٰی (قلمی) کتاب کا پورا نام "شمس الہدٰی بدر الدجی فی ذکر ایمان والدی خیر الورٰی" ہے۔ جیسا کہ کتاب کے نام سے ظاہر ہے اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کی نجات کے موضوع پر نہایت مفصّل بحث کی گئی ہے۔ کتاب کا سن تالیف ۱۱۸۳ھ ہے، عربی زبان میں لکھی گئی ہے اور کل ۴۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کا ایک نسخہ اسلامیہ کالج پشاور کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

ظواہر السرائر (قلمی) یہ کتاب فارسی زبان میں لکھی گئی ہے اور تاریخی لحاظ سے بڑی اہمیّت کا حامل ہے۔ اس کو ایک روزنامچہ کی حیثیّت حاصل ہے اور اس میں ۱۱۱۲ھ تک آپ کی تمام مصروفیات اور سرگرمیوں کا ریکارڈ محفوظ ہے۔ اگرچہ اس کتاب کا مقصد حضرت شیخ سعدیؒ

لاہوری کے احوال و خوارق کو قلمبند کرنا ہے مگر ضمناً اس میں حضرت سید آدم بنوریؒ (المتوفی ۱۰۵۳ھ) سے لیکر مؤلف موصوف کے وقت تک اس علاقے کے تقریباً تمام بڑے بڑے نقشبندی علماء و اولیاء کے تبلیغی اسفار اور آپس میں اُن کے تعلقات و روابط کو نہایت خوبصورت انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ کتاب کا سنِ تالیف ۱۱۱۲ھ ہے۔ اس کی زبان سادہ ہے اور خوبی یہ ہے کہ تمام تاریخی واقعات کے ساتھ سنین کا اہتمام کیا گیا ہے۔[1]

کتاب ایک تمہید اور تین مناظر پر منقسم اور کل تقریباً آٹھ سو صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کے چار نسخے مندرجہ مقامات پر محفوظ ہیں :-

(۱) اورینٹل لائبریری، پنجاب یونیورسٹی، لاہور (شیرانی کلکشن)

(۲) کتب خانہ شیخ محمد محدث واقع رامپور (انڈیا)

(۳) پشتو ادبی ٹولنہ لائبریری، کابل

(۴) کتب خانہ کرنل سید سلطان علی شاہ بنوری (ریٹائرڈ) کوہاٹ۔ یہ نسخہ ناقص الاخر ہے مگر نہایت خوشخط لکھا ہوا ہے۔

توضیح المعانی توضیح المعانی فقہ حنفی کی مشہور کتاب "خلاصہ کیدانی" کا منظوم پشتو ترجمہ ہے۔ اس کتاب کی اصل غرض و غایت پٹھانوں کو دینی مسائل سمجھانا اور ان کو طاعتِ خداوندی کی ترغیب دلانا ہے اِس مقصد کیلئے اس کے آخر میں ارشاد و ہدایت کی خاطر وعظ و نصیحت پر مشتمل چند گراں قدر حکایات کا اضافہ ہے۔ نظم کی شکل مثنوی اور اس کا شعر نہایت رواں اور سادہ ہے اور پند و موعظت کے مضامین کو نہایت مؤثر اور دلنشین انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

(۱) ملاحظہ ہو توضیح المعانی ص ۷

یہ کتاب تاریخی لحاظ سے بہت اہم ہے۔ اس میں آپ نے اپنے آبا و اجداد کے حالات اور اپنا شجرۂ نسب اور شجرۂ طریقت بھی قلمبند کیا ہے اور خصوصًا افغانوں کے نسب نامہ کے بارے میں نہایت مفید معلومات فراہم کی ہیں۔ اس کتاب کا ایک نسخہ بھانہ ماڑی پشاور شہر کے کتب خانہ میں محفوظ ہے۔ یہ کتاب ۱۲۹۸ھ میں فیض عام پریس دہلی میں چھپ کر شائع ہو چکی ہے لیکن اب نایاب ہے۔

شرح الفقہ الاکبر

کتاب فقۂ اکبر امام اعظم حضرت امام ابو حنیفہؒ کی جانب منسوب ہے۔ حضرت میاں عمرؒ نے فارسی زبان میں اس کی شرح لکھی ہے۔ یہ ایک مختصر رسالہ ہے اس کا ایک خطی نسخہ تاشقند (روس) کے کتب خانہ میں محفوظ ہے۔ اس کو کاتب محمد شفیق خٹک نے ۱۲۳۰ھ میں تحریر کیا ہے۔(۱)

اللآلی علی نہج قوافی الامالی

یہ عربی زبان میں منظوم قصیدہ ہے اور اس کا موضوع علم توحید ہے۔ علامہ محمد الاوشی کے "قصیدۂ امالی" کے طرز پر مرتب کیا گیا ہے اور آپ کی تحریکِ اصلاح عقائد کا ایک حصّہ ہے چونکہ شعر نثر کے مقابلہ میں مختصر مگر جامع اور زیادہ مؤثر ہوتا ہے اور اس کے حفظ کرنے میں آسانی بھی ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے اس علاقے میں مروجہ زبانوں یعنی پشتو، فارسی اور عربی، تینوں میں شعر لکھنے کو حصول مقصد کے ذریعے کے طور پر استعمال کیا ہے۔

یہ قصیدہ اہل السنۃ والجماعۃ کے عقائد کو شامل ہے اور بالاجمال اس میں تمام

---

(۱) ملاحظہ ہو دَ خمکنو میاں عمرؒ از پروفیسر عبدالشکور رشاد مطبوعہ دَ افغانستان دَ علومو اکادمی۔ کابل، ۱۳۶۰ھ ص ۵۶ - ۵۷)

عقائد باطلہ کا رد کیا گیا ہے ۔ یہ قصیدہ آپ کے اہم ادبی آثار میں سے ہے اور راقم الحروف کے خیال میں آپ اس علاقے کے واحد پٹھان عالم ہیں۔ جنہوں نے اہل السنۃ والجماعۃ کے عقائد کو منظوم عربی زبان میں پیش کرنے کی سعی جمیل فرمائی ہے ۔ اس کتاب کا ایک نسخہ جناب مولانا عبدالقدوس صاحب، سابق صدر شعبۂ اسلامیات پشاور یونیورسٹی کے کتب خانہ میں موجود ہے ۔

شمائل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم (قلمی)

یہ شمائل نبوی پر ایک مختصر کتاب ہے اور منظوم پشتو میں لکھی گئی ہے ۔ اس دور کے جیّد عالم و صوفی اور پختہ کار شاعر مولانا دادینؒ نے اس کے حسن و خوبی کی بہت داد دی ہے ۔(۱) اس کتاب کا ایک نسخہ بھانہ ماڑی پشاور شہر کے کتب خانہ میں ہے جس کا سن تالیف ۱۱۶۳ھ - ۱۷۴۹ء ہے جبکہ اس کا دوسرا نسخہ عبدالحلیم اثر صاحب ساکن تخت بھائی (مردان) کے پاس محفوظ ہے۔ اور اس کتاب کا تیسرا خطی نسخہ کابل یونیورسٹی (افغانستان) کے کتب خانہ میں موجود ہے ۔

دَ پښتنو نسب نامہ (قلمی)
(پٹھانوں کا نسب نامہ)

یہ کتاب منظوم اور اس کی زبان پشتو ہے ۔ اس کا موضوع علم الانساب ہے ۔ تاریخی لحاظ سے بہت اہم ہے اور اس میں افغان قوم کے شجرہ ہائے نسب کی تفصیلات درج ہیں ۔ صولتِ افغانی کے مؤلف زردادخان اور حیات افغانی کے مؤلف محمد حیات خان نے اپنی تالیفات میں اس کتاب سے استفادے کا ذکر کیا ہے ۔ (۲)

---

(۱) مناقب میاں صاحب چمکنیؒ از مولانا دادین ص ۴۵، ۱۳۶

(۲) ملاحظہ ہو صولت افغانی طبع حیدرآباد دکن ۱۸۷۶ء ص ۳۲۹، حیات افغانی ۱۵۴ -

اِس کتاب کاایک نسخہ لنڈن میوزیم میں موجود ہے۔[1]

نصیحۃ عباداللہ وامۃ محمدرسول اللہ صلعم

یہ رسالہ عربی زبان میں تمباکو نوشی کی حرمت پر لکھا گیاہے اور ۱۳۰۰ھ / ۱۸۸۲ء میں پہلی بار مطبع کانپور اور دوسری بار ۱۳۸۴ھ میں منظور عام پریس پشاور میں چھپ چکا ہے۔ درحقیقت یہ حضرت میاں صاحب چمکنیؒ کی تصنیف نہیں بلکہ غلطی سے آپ کی جانب یہ کتاب منسوب کی گئی ہے کیونکہ اول تواس رسالے کے آخر میں جن علماء کی مہریں اور دستخط ثبت ہیں وہ تمام بہت بعد کے زمانے کے ہیں یہاں تک کہ اخوند صاحب سوات (المتوفی ۱۲۹۵ھ / ۱۶۶۴ء) کے خلف الرشید حضرت میاں گل صاحب کی مہر بھی اس پر موجود ہے۔ دوم یہ کہ مؤلف نے وجیہہ الدین العلوی الاحمد آبادی کو اپنا اُستاد بتایا ہے جو آپ کا استاد نہیں رہا ہے۔ سوم یہ کہ مؤلف کتاب لکھتا ہے کہ اس رسالہ کی تکمیل کے بعد ۱۰۴۷ھ / ۱۶۳۷ء میں حرمین شریفین کے علماء کی جانب سے فتاوٰی موصول ہوئے جو اس رسالہ کے ساتھ منسلک کئے گئے چونکہ حضرت میاں صاحب چمکنیؒ ۱۰۸۴ھ میں پیدا ہوئے تھے۔ اس لئے وثوق کے ساتھ یہ دعوٰی کیا جا سکتا ہے کہ موجودہ مطبوعہ رسالہ حضرت میاں صاحب چمکنیؒ کی تصنیف نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔[2]

حضرت میاں صاحب چمکنیؒ بحیثیت ادیب وشاعر

اچھے شعر کی سحرانگیزی مسلمات میں سے ہے۔ شاعری حصولِ مقصد کا نہایت مؤثر ذریعہ ہے۔ آپ نے اِس وسیلۂ اظہار کے ذریعے بھی دینی مسائل کے سمجھانے،

(۱) روحانی ترڑون ص ۱۷۷ (۲) حوالہ کیلئے نصیحۃ عباداللہ کا صفحہ ۳، ۱۶، ۲۰ اور ۲۳ ملاحظہ ہوں۔

جستجوئے حق کی راہ میں انسانی جذبات کو ابھارنے اور صحیح راہنمائی کرنے کی کوشش فرمائی ہے اور پشتو، فارسی اور عربی تینوں زبانوں میں اشعار کہے ہیں۔
آپ کی شاعری صوفیانہ تھی اور اس میں اطاعت و عبادت، ذکر و فکر، اخلاص اور زہد فی الدنیا کی تلقین موجود ہے۔ آپ نے اپنی کتاب "ظواہر السرائر" میں حضرت شیخ سعدی لاہوریؒ اور حضرت مولانا شیخ محمد یحییٰؒ کی منقبت میں فارسی زبان میں شاہکار قصیدے قلمبند کئے ہیں۔(۱)

الغرضیکہ حضرت میاں صاحب چمکنیؒ ایک جامع الکمالات شخصیت تھے کیونکہ آپ نہ صرف عالم تھے بلکہ عامل بھی تھے۔ پیر و مرشد ہونے کے ساتھ ساتھ ایک ممتاز مدرس بھی تھے۔ صاحبِ نظر اور صاحبِ لفظ ہی نہ تھے بلکہ صاحب قلم بھی تھے۔ اگر ایک طرف بہترین مبلغ تھے تو دوسری طرف زبردست خطابی اور استدلالی قوت سے متصف مقرر اور مناظر بھی تھے۔ نہ صرف مالدار تھے بلکہ خواجہ احرارؒ جیسے سخی بھی تھے۔ صادق ہونے کے ساتھ عادل بھی تھے۔ مسلمانوں پر مہربان تھے تو اہلِ باطل کیلئے سیف قاطع بھی تھے اور اکل حلال کی نعمت سے نوازے ہوئے صدقِ مقال کی صفت سے آراستہ و پیراستہ بھی تھے۔

اولاد

حضرت میاں صاحب چمکنیؒ کے دو صاحبزادے تھے۔ فرزند اکبر کا نام حضرت صاحبزادہ محمدیؒ تھا۔(۲) ۱۱۰۹ھ / ۱۶۹۷ء میں چمکنی میں پیدا ہوئے۔(۳) حضرت میاں صاحب چمکنیؒ نے اپنی وفات سے پہلے القاء فیض اور اجراء سلسلہ کی خاطر

---

(۱) تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو: ظواہر السرائر کتب خانہ کوہاٹ ص ۳۱۶ - ۳۲۰ - ۴۷۴ - ۴۷۶ - ۴۴۳ - ۴۴۲ -

(۲) توضیح المعانی ص ۷، شمس الہدیٰ ص ۳۳، اللآلی ص ۲ -

(۳) روحانی تڑون ص ۸۱۵

ان کو اپنا جانشین و خلیفہ مقرر کیا تھا۔[۱]

صاحبزادہ موصوف صاحب تصانیف عالم، باکمال صوفی، بلند پایہ ادیب اور پشتو زبان کے صاحب دیوان شاعر تھے۔ عربی زبان میں بھی شعر گوئی کی ہے اور نعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے جو ۲۸ نعتوں پر مشتمل ہے۔[۱] ۱۲۲۰ھ / ۱۸۰۵ء میں جام وصال نوش فرمایا۔ موضع چمکنی میں اپنے والد بزرگوار کے پہلو میں مدفون ہیں۔

حضرت میاں صاحب کے دوسرے بیٹے کا نام عبید اللہ تھا۔ عبد اللہ اور احمدی کے نام سے ملقب اور میاں گل کے نام سے مشہور تھے۔[۲] ۱۱۱۶ھ میں چمکنی میں پیدا ہوئے۔[۳] حضرت صاحبزادہ محمدی کی وفات کے بعد سجادہ نشین مقرر ہوئے۔ ۱۲۳۳ھ میں وفات پائی۔[۴] اُن کا مزار حضرت میاں صاحب کے مزار کے احاطہ میں واقع ہے۔

صاحبزادہ موصوف صاحب تصانیف عالم تھے۔ فارسی، عربی اور پشتو تینوں زبانوں میں کتابیں لکھیں۔ آپ صاحب ذوق شاعر تھے۔ پشتو اور فارسی دونوں میں شعر گوئی کی ہے۔

---

(۱) نعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک قلمی نسخہ عبد الحلیم اثر ساکن تخت بھائی (مردان) کے پاس محفوظ ہے۔

(۲) عبرت نامہ (قلمی) از صاحبزادہ احمدی ص ۶۳ ریکارڈ آفس لائبریری پشاور۔

(۳) روحانی تڑون ص ۸۳۹۔

(۴) روحانی تڑون ص ۸۳۹-۸۴۱۔

آپ کی صاحبزادیوں کی صحیح تعداد معلوم نہیں۔ اب تک صرف ایک صاحبزادی کا نام معلوم ہو سکا ہے جس کا نام زین النساء تھا جو نہایت پاکدامن اور زاہدہ خاتون تھیں اور اپنے دیگر افراد خاندان کی طرح مذہبی اور علمی خدمات میں برابر کی شریک رہیں۔ آپ کاتبوں سے قرآن کریم کے نسخے لکھوا کر فی سبیل اللہ وقف کر دیتیں۔

راقم الحروف کو قرآن کریم کا ایک قلمی نسخہ ملا ہے جس کے آخر میں حسب ذیل عبارت درج ہے:

"این قرآن مجید و فرقانِ حمید رابعہ ثانی خدیجۂ دورانی زین النساء بنتۂ عمدۃ المتورعین قطب الاقطاب غوثِ زمان حضرت میاں صاحب چمکنیؒ حسبۃً للہ وقف کردہ ۱۲۳۱ھ"۔

اِس عبارت سے ایک طرف اگر ان کی عظمت پر روشنی پڑتی ہے تو دوسری طرف اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ زین النساء ۱۲۳۱ھ ۔ ۱۸۱۵ء میں زندہ اور اپنی خاندانی روایات کے مطابق دینی خدمات میں سرگرم عمل تھیں۔

مزار اور سالانہ اجتماع

آپ کا مزار موضع چمکنی میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ مزار کی عمارت پختہ ہے اور تاریخ پشاور نے حضرت صاحبزادہ محمدیؒ کو اس کا بانی بتایا ہے۔(۱)

ہر سال رجب کے پہلے ہفتے میں بدھ اور جمعرات کی درمیانی شب کو ایک تقریب منعقد ہوا کرتی ہے۔ اِس موقعہ پر علاقہ کے مشہور و معروف علماء کرام کو مدعو کر کے اِس باکمال صوفی عالم کی حیات اور تعلیمات و ارشادات سے لوگوں کو روشناس کرایا جاتا ہے۔ وَاللہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ وَاِلَیْہِ الْمَرْجِعُ وَالْمَآب

(۱) تاریخ پشاور از گوپال داس ص ۳۷۱ ۔